عورت کا حقِ ملکیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Women’s right to property in the light of Islamic teachings

Dr. Muhammad Naseer

Assistant Professor D.I Khan Ghomal University of KPK

Email: m.naseer7119@gmail.com

To cite this article:

Dr. Muhammad Naseer **. (2021). Urdu , Issn no : 2790-0460**

عورت کا حقِ ملکیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Women’s right to property in the light of Islamic teachings

Albahis: Journal of Islamic Sciences Research, *1*(2), 1–13. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

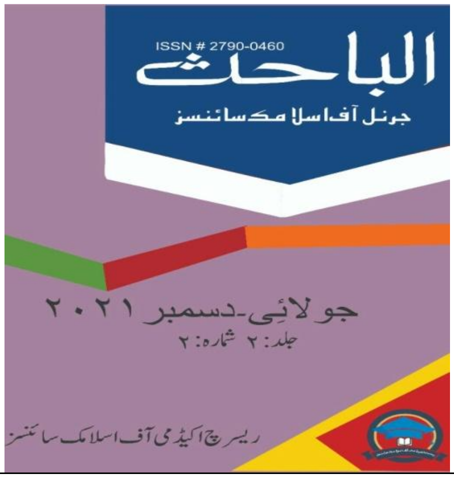

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

عورت کا حقِ ملکیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Women's right to property in the light of Islamic teachings

Abstract

Islam is a religion of nature . Islam provides complete guidance in all spheres of human life . Allah , the Lord of the worlds , has kept one human being in need of another human being and has not kept anyone in need . The selfless being is only the essence of God . Allah has continued a series of rights and duties among human beings from which man cannot get rid of for life . It is important for every human being to perform his duties in a good way . One man's duty is another man's right . When every human being fulfill his duty , all human beings will have equal rights . In the books of jurisprudence has shed light on the rights of women and their property rights in detail.In our society , women should have full rights sometimes women are deprived of their rights . I have emphasized in my article " Women's Right to Property in the Light of Islamic Teachings " that women should be given their rights . The money that women earn through hardwork or the wealth they have should be considered as the property of women .

Keywords : Quranic verses , property , rights , women , society , responsibility

کلیدی الفاظ : قرآنی آیات، جائیداد، حقوق، عورت، معاشرہ، ذمہ داری

تمہید:

اسلام دین فطرت ہے ،اسلام انسانوں کی زندگی کے تمام شعبہ جات میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اللہ رب العلمین نے ایک انسان کو دوسرے انسان کا محتاج رکھا ہے کسی کو بے نیاز نہیں رکھا۔ بے نیاز ذات صرف خدا کی ذات ہے۔ اللہ نے انسانوں کے درمیان حقوق و فرائض کا ایک ایسا سلسلہ جاری رکھا ہے جس سے انسان زندگی بھر چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔ ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے فرائض اچھے طریقے سے ادا کرے۔ ایک انسان کا فرض دوسرے انسان کا حق ہوتا ہے جب ہر انسان اپنا فرض ادا کرے گا تو تمام انسانوں کو یکساں حقوق میسر آ جائیں گے۔

سابقہ کام کا جائزہ:

عورت کا حقِ ملکیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں، حوالے سے باقاعدہ طور پر کوئی مقالہ ہماری نظر سے نہیں گزرا، البتہ فقہ و قانون کی کتابوں میں عورت کی ملکیت کے حوالے سے بات چیت کی گئی ہے۔ جن کا ماخذ آیاتِ قرآنی کے ساتھ ساتھ مختلف کتب احادیث ہیں، جن کی روشنی میں فقہ کرام نے عورتوں کے حقوق اور ان کے حقِ ملکیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ملکیت کی تعریف:

مال اور ملکیت ایک ہی سکے کے دورخ ہیں۔ مال میں تصرف انسان کو ملکیت کے سبب حاصل ہوتا ہے۔ ہر چیز کا مالکِ حقیقی، اللہ رب العلمین ہے اور اس کے ہی فضل سے انسان سامانِ زیست کا مالک بنا ہے اس لیے انسان کو حقِ انتفاع کی وجہ سے مجازاً مالک کہا جاتا ہے۔ شرح وقایہ میں ملکیت کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے: و اما الملك فهو اتصال شرعي بين الانسان و بين شيء يكون مطلقاً لتصرفه فيه و حاجزاً عن تصرف الغير فيه۔ [1] "شریعت میں ملک اس تعلق کا نام ہے جو ایک انسان اور اُس چیز کے درمیان واقع ہوتا ہے جو انسان کے قطعی اختیار اور اقتدار میں ہوتی ہے اور جس میں دوسرے شخص کو اختیار یا انتقال کا حق نہیں ہوتا۔"

ملکیت کے ذرائع:

کسی انسان کو مال، زمین یا جائیداد کے مالکانہ حقوق درج ذیل تین طریقوں سے حاصل ہوتے ہیں:

1۔ کسی شخص کو وراثت یا بطور تحفہ دوسرے فرد کی جانب سے مال یا جائداد حاصل ہو جائے۔

2۔ کوئی شخص کسی چیز کو قیمتاً خرید لے۔

3۔ کوئی شخص اپنی محنت سے کسی چیز کو حاصل کر کے اس کا مالک بن جائے۔

جہاں تک عورت کے حقِ ملکیت کا تعلق ہے تو اس کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

1۔ والد، والدہ، بھائی یا شوہر یا کسی عزیز کی وصیت کی وجہ جو، مال، جائداد یا رقم کسی عورت کو ملے۔

2۔ والد یا شوہر کی وراثت میں سے جو حصہ، مال، جائداد یا رقم کسی عورت کو ملے۔

3۔ شوہر کی جانب سے ملنے والی، مہر کی رقم یا سامان زیورات کی صورت میں کسی عورت کو بحیثیت بیوی ملے۔

---

[1] - شرح الوقایہ، کتاب العتاق، ج:3، مؤسسة الوراق، عمان، سن ندارد، ص 165

4۔ شادی کے موقع پر شوہر اور عزیز و اقارب کی جانب سے ملنے والے تحائف وغیرہ یا جو آج کل عورت کو میکے سے جو سامان بنام جہیز دیا جا رہا ہے وہ بھی عورت کی ملکیت میں کہلائے گا۔

قرآن مجید نے مال کے حوالے سے جو پہلا اُصول متعین کیا ہے وہ یہ ہے: وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔[2] "اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اس کو حاکموں کے پاس (بطور رشوت) پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر کھا جاؤ اور تم علم رکھتے ہو۔"

علامہ قرطبیؒ آیتِ مذکورہ کے تحت رقم طراز ہیں: من اخذ مال غيره لا على وجه اذن الشرع فقد اكله بالباطل، ومن الاكل بالباطل ان يقضي القاضي لك وانت تعلم انك مبطل، فالحرام لا يصير حلالا بقضاء القاضي، لانه انما يقضي بالظاهر .[3] "جس شخص نے کسی کا مال غیر شرعی طریقے سے لیا تو اس نے وہ باطل طریقے سے کھایا، اور وہ مال بھی باطل شمار ہوگا جس کا فیصلہ قاضی تمہارے حق میں کردے حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ تم ناحق لے رہے ہو۔اسی طرح قاضی کا فیصلہ کسی حرام کو حلال نہیں کرسکتا کیونکہ قاضی ظاہر کے متعلق فیصلہ کرتا ہے۔ "

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۔[4]

"اے لوگوں جو مان گئے ہو!نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے مگر یہ کہ تمھاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔ "

علامہ قرطبیؒ، باطل کی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں"الباطل في كلام العرب: خلاف الحق، ومعناه الزائل" [5] 5 "کلام عرب میں حق کے خلاف کو باطل کہتے ہیں اور اس کا معنی زائل کرنا ہے۔" یعنی علامہ قرطبیؒ کے بقول باطل وہ ہے جس کا جانا،زوال پذیر ہونا یا زائل ہونا طے ہو چکا ہو۔

حق ِ ملکیت:

مال و جائیداد کی خرید و فروخت میں اسلام نے مرد وعورت کو مساوی حقوق دیئے ہیں۔وہ چاہے اپنا مال رہن رکھیں، کسی کو ورثے میں دیں، فروخت کریں یا اس کے ذریعے کاروبار کرکے میں مزید اضافے کا ذریعہ بنائیں یا اس کو اپنی ضروریات پوری کرنے میں صرف کریں۔

اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے: لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا۔[6] "جو مال والدین اور اقارب چھوڑ کر وفات کر جائیں کم ہو یا زیادہ اس میں مردوں کا حصہ ہے اور عورتوں کا بھی، یہ حصے مقرر کیے ہوئے ہیں۔ "

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

---

[2] ۔ القرآن 2 : 188

[3] ۔ قرطبیؒ، محمد بن احمد بن ابی بکر،الجامع لاحکام القرآن(بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ، 1427ھ) ج 3، ص 223

[4] ۔ القرآن 4 : 37

[5] ۔ قرطبیؒ، محمد بن احمد بن ابی بکر،الجامع الاحکام القرآن (بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ، 1427ھ)ج 2، ص 20

[6] ۔ القرآن 4 :7

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ۔ [7] "جو مردوں نے کمایا وہ ان کا ہے اور جو عورتوں نے کمایا وہ ان کا ہے۔"

مہر کے لیے قرآنی اصلاحات:

قرآن مجید میں عورت کا مہر جو نکاح کے وقت مقرر کیا جاتا ہے اس کے لیے درجِ ذیل اصلاحات استعمال کی گئی ہیں۔

صدقہ:

مہر کے لیے قرآن مجید میں صدقہ کی اصطلاح بھی استعمال کی گئی ہے۔یہ اصطلاح، صَدُقٰتِہِنَّ' کے صیغے کی صورت میں قرآن مجید میں ایک مرتبہ وارد ہوئی ہے۔آیتِ قرآنی ملاحظہ کیجیے:وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِہِنَّ نِحْلَۃً۔ [8] "اورعورتوں کو ان کے مہر خوش دلی کے ساتھ(اخلاق فرض جانتے ہوئے) ادا کرو۔"

اجر :

مہر کے لیےقرآن مجیدمیں اجرکی اصطلاح بھی استعمال کی گئی ہے۔یہ اصطلاح" اُجُوْرَھُنَّ"کے الفاظ چھ مرتبہ،سورۃ النسآء(4)کی آیت نمبر:24اور25،سورۃالمائدہ(5) کی آیت نمبر:5،سورۃالاحزاب(33) کی آیت نمبر:50،سورۃ الممتحنہ (60) کی آیت نمبر:10، اور سورۃ الطلاق(65) کی آیت نمبر:6،میں آیا ہے۔ایک مقام پر ارشادہوا: فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَۃً۔ [9]

"پس تم نے جو ان سے لطف اٹھایا ہے تو ان کو ان کے مہر فرض جانتے ہوئے ادا کرو۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۔[10] "معروف طریقے سے ان کے مہر ادا کرو۔"

فرض:

مہرکے لیے " فَرِيْضَۃً " کی اصطلاح، سورۃ البقرہ(2)کی آیت نمبر236، اور 237، میں وارد ہوئی ہے۔ایک مقام پر ارشادہوا :لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَۃً ۔ [11] "اور تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دوجب کہ تم نے انہیں ہاتھ نہ لگایاہو، یاان کے لیے مہر مقرر نہ کیاہو۔"

قنطار:

اگر مردپہلی بیوی کو چھوڑ کرکسی اور عورت کو اپنے عقد میں لانا چاہے تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ پہلی بیوی کو دیا ہوامال واپس نہ لے۔

اللہ رب العلمین کا ارشاد ہے:وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۔وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا۔ [12]

---

[7] - القرآن4 : 3

[8] . القرآن4 : 4

[9] - القرآن4 : 24

[10] - القرآن4 : 25

[11] -القرآن2 : 236

"اور اگر تم ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسری بیوی رکھنا چاہواور پہلی بیوی کو بہت سا مال دے چکے ہوتو اس میں سے کچھ مت لینا، بھلا تم ناجائز طور پر اور صریح ظلم سے اپنا مال اس سے واپس لوگے؟ اور تم دیا ہوا مال کیونکر واپس لے سکتے ہوجب کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہواور وہ تم سے عہدِ واثق بھی لے چکی ہیں۔"

امام رازی لفظِ" قِنْطَار"کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ: القنطار المال العظیم۔ [13]" قنطار سے مراد مال کے انبار ہیں۔"

اور کہا کہ:القنطار مال کثیر۔[14] یعنی" قِنْطَار "سے مراد مالِ کثیر ہے۔

نیز عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے شوہر کی مالی استطاعت کو مدنظر رکھتے ہوئے نان و نفقہ کے اخراجات اورمناسب خوشحال زندگی طلب کر سکتی ہے۔

بعداز نکاح عورت کی ملکیت:

مرد عورت کو اپنے نکاح میں لاکر اس کو اپنے ساتھ رکھتا ہے، اور اس کی مالی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عورت اپنے میکے سے جو لائی ہے وہ اس کا ہے مرد کی جائیدادمیں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے صرف مرد اس کو جتنا دے دے وہ اسی کی مالک ہے۔ خلع کی صورت میں شوہر کو مہر واپس مل جاتا ہے بشرطیہ کہ وہ ادا کرچکا ہو ورنہ ازروئے معاشرہ حقِ مہر ادا کرنے کا رواج نہیں رہا ہے۔بلکہ اگر کوئی شریف النفس، مہر کسی گواہ کے بغیر اپنی بیوی کواداکردے اورپھر خدانخواستہ کسی وجہ سے وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور کیس عدالت میں پہنچ جائے اورعورت مہر لے کر مکر جائے،آدمی کے پاس کوئی ثبوت نہ ہوتو عدالت مرد کو جھوٹا قرار دے کے دوبارہ مہر کی رقم ادا کرنے کا حکم دیتی ہے۔کراچی شہری ضلع وسطی کی فیملی عدالت نمبر14، میں ایک ایسا کیس ریکارڈ کیا گیا ہے جس کا کیس نمبر:817/2014 ہے۔ایسے کیسسز میں عورت بظاہر ظالم نظر آتی ہے لیکن اس کے پس پشت اس کے باپ،بھائی،چچا، ماموں یا کسی دوسرے مرد کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔ایک صاحب کو ہم نے موبائیل فون پر ایک شادی شدہ عورت سے یہ کہتے سنا کہ "تو اپنے میاں سے طلاق لے لے پھر ہم کورٹ میرج کر لیں گے۔" ابھی حال ہی میں پاکستانی پرائیویٹ ٹی وی چینل،اے آروائی ڈیجیٹل، کی پیشکش،ڈرامہ سیریل "میرے پاس تم ہو"(جس کی اخری قسط سنیما میں نمائش کے لیے پیش کی گئی تھی) میں بھی کچھ اسی طرح کی کہانی دکھائی گئی ہے۔

دیہی علاقوں میں عورت اکثر مظلوم ہی ہوتی ہے۔نہ اس کے جذبات کا خیال کیا جاتا ہے اورنہ ہی اس کی پسند کا۔مہر نہ دینے کے برابرمقرر کیا جاتا ہے اوروہ ادا بھی نہیں کیا جاتا۔یہ صورت حال خصوصی طور پر سندھ اور پنجاب کے دیہی علاقوں میں ریکارڈ کی گئی ہے۔جس کو فلموں، ڈراموں، ٹی وی خبروں میں دیکھایاجاتاہے اوراخبارات وجرائد میں ایسے واقعات کا ذکر بھی کیا جاتا ہے۔اس طرح کے واقعات حقوقِ انسانی کی تنظیمیں کے توسل سے عدالتوں میں دائرہوتے ہیں۔اس سلسلے میں محترمہ اسماء جہانگیر مرحومہ نے بہت کام کیا ہے۔علماء کرام سے بھی ایسے مسائل کا ذکر کیاجاتاہے اور اس کے حل کے لیے رائے بھی لی جاتی ہے کہ شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے۔دیہاتی علاقوں میں یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ عورتیں گھر کے کام کاج، کے ساتھ کھیتوں اور بھٹیوں میں کام بھی کرتی ہیں بچوں کی

[12] - القرآن 4: 21-20

[13] - رازی فخرالدین،ضیاء الدین عمر، تفسیر مفاتیح الغیب،دارالفکر،بیروت،1981ء،ج 10،ص 13

[14] - رازی تفسیر مفاتیح الغیب،دارالفکر،بیروت،1981ء،ج 7، ص 212

پرورش کرتی ہیں اور رات کے اوقات میں اپنے شوہر کی خدمت بھی کرتی ہیں بلکہ جب زچگی کے دن قریب ہوتے ہیں ان ایام میں بھی اسے کام سے چھٹی بھی نہیں ملتی۔

جہاں شادی وٹہ سٹہ (Swap marriages) کی صورت میں ہوتی ہے تو وہاں عورت کے تقریباً اکثر حقوق پامال ہوتے ہیں۔جو طاقت ور ہوتا ہے اس کا راج چلتا ہے اس صورتِ حال میں دونوں یا ایک عورت ضرور پستی ہے۔

جولوگ عورت کو خرید کر اپنی زوجیت میں لاتے ہیں یا عورت کسی لڑائی جھگڑے یا قتل میں صلح کے فیصلے کے طور بیاہی جاتی ہے تو ایسی صورت میں عورت کی مظلومیت بامِ عروج پر پہنچ جاتی ہے۔ کیا مذکورہ صورتوں میں عورت کو مرد کی طرف سے مہر اور تحائف دینے کی امید رکھی جاسکتی ہے؟

عورت کے مہر غصب کرنے کا دستور زمانہ جاہلیت سے ہی چلا آرہاہے بعض لوگ اپنی لڑکیوں کا نکاح کرانے کے بعد ان کا مہر خود ہی لے لیتے تھے اور لڑکی کو نہیں دیتے تھے۔۔جب کہ نکاحِ شغار(وٹہ سٹہ/ swap marriages) کی صورت میں تو بہن بیٹیوں کا بغیر مہر مقرر کرنے کے صرف تبادلہ ہوتا تھا۔

عہدِ حاضر میں بھی عورت کو خرید کریا شغار کی صورت میں نکاح کا رواج بالخصوص ہمارے دیہی اور مضافاتی علاقوں اور کچی آبادیوں میں کسی نہ کسی طرح سے جاری ہے۔قرآنِ مجیدنے وضاحت کے ساتھ جاہلیت کی رسم و رواج کو باطل قرار دیاہے۔ سیدنا عمربن خطابؓ نے زمانہ جاہلیت کے عرب معاشرے میں عورتوں کی قدرو وقعت بایں الفاظ بیان کی ہے: واللہان کنافی الجاھلیۃ مانعدللنسآء امراحتی انزل اللہفیھن ما انزل وقسم لھن ماقسم۔[15] "اللہ کی قسم! ہم دور جاہلیت میں عورتوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتے تھے۔یہاں تک کہ اللہ نے ان کے بارے میں اپنے احکامات نازل کیے اور ان کے لیے جو کچھ حصہ مقرر کرناتھا مقرر کیا۔"

طلاق، خلع یا تنسیخِ نکاح کی صورت میں عورت اپنے شوہرکے گھر سے صرف اپنی ذات لے کر آتی ہے جب کہ اکثر صورتوں میں وہ اپنی عزت،اپنا وقار اور اپنی تمام مادی چیزیں شوہر کے گھر چھوڑ آنے پر مجبور ہوتی ہے۔بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ مرد بغیر طلاق کے اپنی بیوی کو اکیلے یا بچوں کے ساتھ گھر سے نکال دیتا ہے، نہ اس کو خرچ دیتا ہے،نہ ہی اپنی اولاد کے لیے خرچہ دیتا ہے۔بالخصوص ایسا دیہی علاقوں میں ہو تاہے۔خاندان کے دباؤ کی وجہ سے کوئی عورت عدالت سے انصاف مانگنے کے لیے ہمت نہیں کرتی۔لیکن عصر حاضر میں فلاحی اور حقوقِ انسانی کی تنظیمیں فعال ہوگئی ہیں جو اس سلسلے میں اہم کردار ادا کررہے ہیں بلکہ بعض اوقات مردوں کے ساتھ زیادتی بھی ہوجاتی ہے۔الغرض معاشرتی سطح پر مرد کے ذہن میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ عورت نکاح کے بعد مرد کی مملوکہ بن جاتی ہے۔اب مرد اس کے ساتھ جو چاہے سلوک روا رکھے اوراس پر اپنی ہرطرح سے اپنی برتری قائم کھے۔اس کے برعکس اللہ کے دین میں شادی شدہ مردوعورت کے حقوق مساوی ہیں اور اسی صورت میں زوجین پرسکون گزارسکتے ہیں دین میں نکاح کا حقیقی مقصد بھی یہی ہے۔اس صورت میں مرد ملکیت کا دعویٰ درست نہیں ہوگا اور نہ ہی نکاح کے بعدعورت اپنے تمام حقوق کھو بیٹھے گی۔

[15] ۔قشیری،مسلم بن حجاج،، صحیح مسلم،قدیمی کتب خانہ، کراچی،1956ء، کتاب الطلاق،باب ان تخییرہ امراتہ لایکون طلاقا الا بالنیۃ،ج 1،ص 481

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں خواتین کے ساتھ ہونے والے ظلم اوراسلام کی اس کھلی ہوئی مخالفت کا سد باب ہونا چاہیے۔اور زوجین کو اسلامی احکامات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرنی چاہیےتا کہ وہ اپنے حقوق و فرائض جان لیں تاکہ خاندان میں کسی طرح کا انتشار پیدا نہ ہو۔جب وہ دونوں مل کر ایک ہوگئے ہیں۔دونوں ایک دوسرے کا لباس ہیں اوردونوں کے مفادات ایک ہوگئے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ ان کے حقوق بھی مساوی ہوں۔

زوجین کی علیحدگی کی صورت میں ملکیت کی تقسیم:

نکاح کے ذریعے زوجین کے مابین مشترکہ مقاصد کاعقد ہوتا ہے۔لیکن کے بعض کے ساتھ، متعدد وجوہات ایسی بھی ہوجاتی ہیں کہ جن کی وجہ سے میاں بیوی نکاح کے مقاصد اور ذمہ داریوں کی انجام دہی میں ناکام ہوجاتے ہیں توایسی صورت میں ان دونوں کو شرعی، قانونی اوراخلاقی اصول ونظریات کی روشنی میں ایک دوسرے سے علیحدگی کا حق ہے۔مرد کے پاس طلاق دینے اور عورت کے پاس خلع لینے کا حق موجود ہے۔ہمارے معاشرے میں عام طور پر زوجین میں علیحدگی کی یہی دوصورتیں ہیں۔الغرض کسی بھی سبب زوجین میں علیحدگی ہوتی ہے تو ان دونوں میں ملکیت کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

شوہر کی جانب سے رشتہ ازدواج ختم کرنے کا نام طلاق ہے۔جب کہ زوجہ کی خواہش پر عقدِ نکاح سے آزادکیے جانے کا نام خلع ہے۔شرعاً خلع کا مفہوم یہ ہے کہ شوہراپنی زوجہ سے مال لے کر اپنی بیوی کی خواہش اور درخواست پر اپنے نکاح سے آزاد کردے۔طلاق دینے کی صورت میں مرد عورت سے کچھ واپس نہیں لے گا۔

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے: وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْءً۔ [16] "اور جائز نہیں تمہارے لیے کہ لو تم اس سے جو تم نے دیا ہے انہیں کچھ بھی۔"

اسی طرح اگرشوہر عورت پر ظلم وزیادتی کرتا ہویامارتا پیٹتا ہو اور اس کو طلاق بھی نہ دیتا ہوتو ایسی صورت میں عورت مرد سے اپنی جان چھڑانے کے لیے اسے کچھ دے دے۔

اللہ رب العلمین کا فرمان ہے: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ۔ [17] "تو کوئی حرج نہیں ان پر کہ عورت کچھ فدیہ دے کر جان چھڑا لے۔"

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری آیت مذکورہ کے تحت رقم طراز ہیں" فقہاء احناف نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر زیادتی خاوندکی طرف سے ہے تو اسے خلع کرتے وقت بیوی سے کچھ لینا مناسب نہیں اوراگرزیادتی بیوی کی طرف سے ہے تو جتنااس نے بیوی کو دیا تھا اتنا لینا اسے مباح ہے اوراس سے زیادہ لینا مکروہ ہے۔اوربعض دیگر علماء نے کہا ہے کہ زیادہ بھی لے سکتا ہے۔"[18]

جیسا کہ اہلیانِ پاکستان،ہندو بنگال کے تعامل سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت گھر کے تقریباً تمام کام کرتی ہے اور اس کام کی قیمت اقتصادی اعتبار سے مرد کی کمائی سے کم نہیں ہوتی، لیکن معاشرہ اس کااعتراف نہیں کرتابلکہ رسم ورواج کے زریعے اسے دبانے کی بھرپور کوشش کرتاہے اوراگر وہ کہیں کام کاج بھی کرتی ہے تب بھی وہ خوف کا شکار رہتی ہے کہ کہیں اس کا شوہر اس کو طلاق نہ دے دے یا یونہ

---

[16] - القرآن2 :229

[17] - القرآن 2 : 229

[18] - الازہری، پیر کرم شاہ،ضیاء القرآن ،ضیاء القرآن پبلیکیشنز،لاہور،1995ء،ج 1،ص 158

چھوڑدے اور اگر کسی عورت کا شوہر فوت ہوجاتاہے اور کوئی اولاد بھی نہیں ہوتی تو اور شوہر کوئی وصیت بھی نہیں کرپاتا کیوں کہ ہمارے معاشرے میں اس کا رجحان نہیں تو ایسی صورت میں عورت کو کسی بھی وقت یا کم از کم چار ماہ دس دن کے بعد گھرسے نکال دیاجاتا ہے۔ اس کے بعد ہمارے معاشرے میں بالخصوص دیہی اور پسماندہ علاقوں کی عورت تقریباً ہر طرح کی ملکیت سے محروم رہتی ہے۔ہر طرح کی جائیداد پر اس کا قبضہ نہیں ہوتاہے یہاں تک کہ عورت بطور جہیز میں جو اپنے باپ کے گھر سے لے کر آتی ہے اس کو وہ بھی واپس نہیں دیا جاتا ہے۔شادی کے موقع پرجو بھی تحائف ملتے ہیں، وہ بھی مرد اور اس کے گھروالوں کی ملکیت کہلاتے ہیں۔صرف یہی نہیں بلکہ جو عورتیں کھیتوں،فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کرتی ہیں یاگھروں میں خدمات انجام دیتی ہیں وہ اس کمائی سے بھی محروم رہتی ہیں۔

ہمیں اس بات کو بخوبی سمجھنا چاہیے کہ عورت کے بغیرنہ عائلی زندگی کی بنیاد پڑسکتی ہے اورنہ ہی نسل انسانی کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔اور عدل کاتقاضا ہے کہ اسلام نے عورتوں کے جو حقوق متعین کیے ہیں ان کو پروان چڑھایا جائے۔اللہ کے رسول ﷺنے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر عورتوں کے حقوق کے متعلق ارشاد فرمایا: **فاتقوااللہ فی النسآء وانکم اخذتموھن بامان اللہ واستحللتم فروجھن بکلمۃ اللہ۔۔ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف۔** [19] "اے لوگو عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں خدا سے ڈرو، اس لیے کہ تم نے ان کواللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اوراللہ کے حکم اوراس قانون کی رو سے ان کے ساتھ تمتع تمہارے لیے حلال ہوا ہے۔اور ان کا خاص حق تم پر یہ ہے کہ اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق ان کے کھانے پہننے کا بندوبست کرو۔"

الغرض جو چیزیں دنیا میں مردوں کے لیے اچھی ہیں وہی عورتوں کے لیے بھی اچھی ہیں اور جو لوگ عورت کے وجود کو اپنے لیے ننگ و عار سمجھتے ہیں تو خود ان کو اپنے وجود پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔جب مرد اور عورت کے حقوق برابر ہیں تو ملکیت کی تقسیم کے معاملہ میں قرآنی قوانین کی پاسداری ہونی چاہیے۔تاکہ ہمارے معاشرے کی مظلوم عورتوں کو ان کے بنیادی حقوق حاصل ہو سکیں جن سے وہ اب تک محروم ہیں۔جب معاشی اعتبار سے مردوعورت کے حالات ایک جیسے ہوں گے اوردونوں کویہ احساس ہوگا کہ ان کی جائیداد مشترک ہے توان دونوں میں سے کوئی بھی کسی کے ناجائز دباؤ میں نہیں آ سکے گا بلکہ ان دونوں کے درمیان تعلقات خوشگوار رہیں گے۔

خلاصہ ء بحث :

اب تک کی بحث کاخلاصہ یہ ہے کہ ہرانسان کواپنے فراءض اداکرناچاہیے۔ایک عورت اپناسب کچھ اپنے والدین کے گھر چھوڑ کرآتی ہے۔وہ محبت اوراحترام کی طلب گار ہوتی ہے۔وہ چاہتی ہے کہ میرے ساتھ عزت واحترام کابرتاؤ کیاجائے۔کسی حق سے محروم نہ کیاجائے۔شارع نے جو حقوق متعین کیے ہیں ان کی پاسداری کی جائے۔انسانوں جیسابرتاؤ کیاجائے۔اوراسلام بھی یہی ہمیں یہی تعلیم دیتاہے۔

[19] ۔قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم،قدیمی کتب خانہ،کراچی،1375ھ،کتاب الحج،باب حجۃ النبی ﷺ ، ج 1،ص 397

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)